نماز

انجمن خدام الصوفیہ کا پچاسواں اجلاس ۱۰/۱۱ مئی ۱۹۵۲ء

محترم ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب از کنجاہ

(ثناء)

پاک اور بے عیب ہے تو اے خدا
ہو نہیں سکتی تیری حمد و ثنا
نام ہے تیرا مبارک اور بڑا
ہے اونچی تیری بے انتہا
[illegible] برتر
[illegible]

تجھ سے ہی چاہیں مدد اے مستعان
اور کبھی چھوٹے نہ تیرا آستان
غیر کے در پہ نہ جانے دے ہمیں
جو ہمیں حاجت ہو تجھ ہی سے چاہیں
ہادیٔ مطلق دکھا راہِ ھدیٰ
یعنی سیدھے راستے ہم کو چلا
راہ سیدھی وہ صراطِ مستقیم
جس پہ تو لے جائے اے مولا کریم
راہ جس پہ چل گئے سب محسنین
تیرے پیارے انبیاء و صالحین
ساتھ ان کا ہو ہمارے بھی نصیب
راہِ باطل سے بچیں تا ہم غریب
چاہیئے ہم کو نہ اے ربِّ جہاں
مغضوباں و راہِ گمراہاں
ہوویں راہِ نصاریٰ و یہود
امّیں ان کے سب بندہ قیود
ہاں تیرے ہی طالب بنیں
لے سب آمین کہیں

عرش سے بالا ہے اُن[illegible]
کیا کرے انساں ثنا و عز و شانِ مصطفےٰ
حکم جو اللہ کا ہے ۔ ہے وہی حکم آپ کا
دنگ ہو جاتے ہیں سنتے ہی فصیحانِ عرب
قابَ قوسین اور اَو اَدنیٰ سے ثابت ہو گیا
حضرت صدیقؓ اور فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ
کسقدر [illegible]
لامکاں سے [illegible]
تھے یہی چاروں [illegible]
جنتی ہیں جنتی ہیں آپ کے سب دوستدار　ہاشمی
دوزخی ہیں۔ دوزخی ہیں دشمنانِ مصطفےٰ

...ی تورانی

...تا اندر اور دنیاں سے اٹھی

...ہوتا ہے۔ اور قضاء و قدر نے ہر انسان میں وہ تمام صفات
...تعالیٰ اس کے اپنے ہی بس کی بات بنا دیا۔ ہر فرد بشر جسے قدرت نے
...پیدائش بچوں میں بہت کم فرق ہے۔ اور وہ اپنی سابقہ زندگی کی تمام
...بلبلا کر روتا ہے۔ چلاتا اور چیختا ہے۔ مگر اس کی کوئی نہیں سنتا۔ جو
...میں نہیں سماتے۔ کوئی اس بچہ کے منہ میں شیرینی رکھتا ہے
...و نہیں روتا ہے۔ اور اگر کسی وقت آنکھ کھولتا ہے تو چراغ کی روشنی کو دیکھ کے
...کرتا ہے کہ ؎

...برین جایم بود ؎ آدم آورد درین دیر خراب آبادم
...الہ برین میں رہتا تھا ؎ میں خود آدم علیہ السلام کی طفیل اس خراب شدہ بتکدہ میں لایا گیا ہوں۔

...تو لوریاں اور کھلونے دے دے کر اسے بہلانے کی سعی کی جاتی ہے۔
...یا گیا ہوں۔ اس ماحول میں جہاں روز و شب نورانیت سے دور کرانے والی باتیں اور
...بچہ اس ماحول کے زیر اثر اپنی سابقہ زندگی کے تاثرات کو بالکل بھول جاتا ہے۔ اور ایسا غافل
...خانہ ان میں رہنے والا ہے۔ راہ مسافرت اور سفر آخرت در پیش نہ آئیگا۔ خوب گل چھرے اڑانے کا

...والوں پر مختلف اثرات ہوتے ہیں۔ (ا) جدی پدری (ب) ماحول (ج) تعلیم۔ (د) صحبت کا اثر
...پدری اثرات تو اسے اپنے والدین پیشہ اور حرفہ کے مطابق اس کی طبیعت میں اثر پیدا کر دیتے ہیں۔ اگر والدین

انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

1. انورصوفیہ مئی 1951
2. انورصوفیہ مارچ 1952
3. انورصوفیہ فروری 1953
4. انورصوفیہ اپریل 1953
5. انورصوفیہ اگست 1953
6. انورصوفیہ جولائی 1954
7. انورصوفیہ اپریل 1955
8. انورصوفیہ اپریل، مئی 1955
9. انورصوفیہ جون 1955
10. انورصوفیہ جولائی 1955
11. انورصوفیہ اگست 1955
12. انورصوفیہ ستمبر 1955
13. انورصوفیہ اکتوبر 1955
14. انورصوفیہ نومبر، دسمبر 1955
15. انورصوفیہ جولائی، اگست 1956
16. انورصوفیہ ستمبر 1956
17. انورصوفیہ اکتوبر 1956
18. انورصوفیہ نومبر 1956
19. مناقب مجددیہ، قیومہ، مصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔ سیرت طالب ۲۔ انوار طالب ۳۔ تصوف ۴۔ تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معزالدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

http://ameeremillat.org/	ویب سائٹس
http://ameer-e-millat.com/	ویب سائٹس
http://ameeremillat.com/	ویب سائٹس
http://www.haqwalisarkar.com/	ویب سائٹس
http://www.charaghia.com/	ویب سائٹس
http://www.scribd.com/bakhtiar2k	کتابیں
http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/	تصاویر
http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/	تصاویر
http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/	فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://vimeo.com/user13885879/videos	ویڈیو
Youtbe: bakhtiar2k	ویڈیو
www.marfat.com	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.maktabah.org	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.fezanenaat.com	نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

ین
ر کا کردار ہے
ر اں غالب کرے گا برملا
حشر میں پلڑے گا عالی مرتبہ
حشر میں درجہ میں ہو سب سے برا
جان لو۔ وہ خود ہلاکت میں پڑا
جس نے پایا پیری میں ماں باپ کو
یعنی حق ان کا کیا نہ کچھ ادا
ہر کسی بے زور کا سر پھوڑ دے
عیش میں خود کو جو قابو میں رکھے
حاکمِ ظالم کے منہ پر سچ کہے
یہ نبی اللہ نے فرمایا برملا
رحم اس پر بھی خدا کرتا نہیں

روا
لود ہو
ل ہوا
ر ور سے
ضبط سے
جہاد افضل ہے
ت نہ ہوگا چغل خور
ہم پر جو ذرا کرتا نہیں

ین

ر کا گردار ہے

راں غالب کرے گا برملا

حشر میں پلٹے گا عالی مرتبہ

حشر میں درجہ میں ہو سب سے برا

جان لو۔ وہ خود ہلاکت میں پڑا

جس نے پایا پیری میں ماں باپ کو

یعنی حق ان کا کیا نہ کچھ ادا

ہر کسی بے زور کا سر پھوڑ دے

عیش میں خود کو جو قابو میں رکھے

حاکمِ ظالم کے منہ پر سچ کہے

یہ نبی اللہ نے فرمایا بزور

رحم اس پر بھی خدا کرتا نہیں

روا

لودہ ہو

ل ہوا

زور سے

ور ضبط سے

جہاد افضل یہ ہے

ت نہ ہوگا چغل خور

م ہم پہ جو ذرا کرتا نہیں

ین

کا کردار ہے

...بں کا روگ نہیں۔ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ
تقدس و عصمت و صلاحیت کا خود خدا گواہ ہے۔ فرماتے ہیں
وما ابرء نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء (القرآن)
میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بے شبہ نفس برائیوں کی طرف حکم کرتا
اور کھینچ لے جاتا ہے۔ لہٰذا جب تک اس طفلِ نفس کو کسی نفس کُش
مودب و مہذب استاد کے حوالے نہ کیا جائے اِس کی شرارتیں دور
نہیں ہو سکتیں۔ اور یہ بندہ صحیح معنوں میں بندۂ خدا نہیں بن سکتا

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر
دامنِ آں نفس کُش محکم بگیر

نفس کا سدھار کسی اہل اللہ کے سایہ کے نیچے ہی ہو
سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تو کسی ایسے نفس کُش مصلح
اہل اللہ کے اپنے تئیں حوالے کر دے تاکہ مراد کو پا لے۔ مولا کریم
و رحیم ہمیں نفسوں کو پالنے والے سرکشوں سے بچائے۔
حاضرین مجلس۔ یاران طریقت و پریشان حال کو اسلام علیکم

...ل ہوتی
...مد تاریکیاں
...سانی اور حق
...۔ چونکہ اصلی
...اللہ نور (القرآن)
...رسول اللہ صلی اللہ
...علیہ وسلم ہی ہیں۔ چنانچہ آپ
...لق اللہ نوری (الحدیث)
...نور خلق فرمایا۔ اور آپ کے بعد
...علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل
...اولیاء عظام و صوفیاء کرام) بنی اسرائیل کے
...لام کی طرح رشد و ہدایت میں) ہیں اور العلماء ورثۃ
...علماء علوم ظاہری و باطنی ہی انبیاء علیہم السلام کے
...ہیں۔ سلسلہ رشد و ہدایت میں) کے مطابق اولیاء کرام

روا

نماز

انجمن خدام الصوفیہ کا پچاسواں اجلاس ۱۰/۱۱ مئی ۱۹۵۳ء

محترم ڈاکٹر محمد اللہ دتا صاحب از کنجاہ

(ثناء)

پاک اور بے عیب ہے تو اے خدا
ہو نہیں سکتی تیری حمد و ثنا
نام ہے تیرا مبارک اور بڑا
ذات ہے اونچی تری بے انتہا
تو ہی ہے معبود برحق بر ملا
حق عبادت کا کسے تیرے سوا
اے خدا! تجھ سے پناہ ہوں مانگتا
لے مجھے مردود شیطاں سے بچا
نام تیرا لے کے در پہ آ گیا
اے رحیم و مہرباں سب کے خدا
اسم اللہ کو بنایا حرزِ جاں
تر رہیں اس سے میرے قلب و زباں

الحمد شریف

خوبیاں سب ذات پہ تیری نثار
کل جہاں کے مالک و پروردگار
رحمتوں والے سبھوں کے مہرباں
مالک روزِ جزا بھی بیگماں
تیرے ہی بن کر سدا بندہ رہیں
تیرے سنگِ در پہ ہی ساجد رہیں
ہم ازل سے ہی پجاری ہیں ترے
تا ابد در پہ رہیں تیرے گرے
تجھ سے ہی چاہیں مدد اے مستعان
اور کبھی چھوٹے نہ تیری آستان
غیر کے در پہ نہ جانے دے ہمیں
جو ہمیں حاجت ہو تو ہی دے ہمیں
ہادیٔ مطلق دکھا راہِ ھدیٰ
یعنی سیدھے راستے ہم کو چلا
راہ سیدھی وہ صراطِ مستقیم
جس پہ تو چل جائے اے مولا کریم
راہ جس پہ چل گئے سب محسنین
تیرے پیارے انبیاء و صالحین
ساتھ ان کا ہو ہمارے بھی نصیب
راہ باطل سے بچیں تا ہم غریب
چاہیئے ہم کو نہ اے ربِّ جہاں
راہ مغضوباں و راہ گمرہاں
چھوڑ دیں راہِ نصاریٰ و یہود
ٹوٹ جائیں ان کے سب بند و قیود
سب مسلماں تیرے ہی طالب بنیں
پڑھنے سننے والے سب آمیں کہیں

دعائے ابراہیمی

(درود شریف کے بعد کی دعا)

دے مجھے توفیق ربِّ بے نیاز
کہ رہوں کرتا سدا قائم نماز

اور مری اولاد بھی یارب تمام
ہو نمازوں پر تری قائم مدام
کر قبول اے رب ہمارے یہ دعا
بخش دے مجھکو طفیل مصطفےٰ
اور میرے ماں باپ کو بھی بخش دے
مومنوں کو بھی خدا ! دن حشر کے

دعائے قنوت

تجھ سے ہی امداد کرتے ہیں طلب
مغفرت ہیں مانگتے تجھ سے اے رب
اور تجھ پر لائے ہیں ایمان ہم
یعنی تجھ پر رکھتے ہیں ایقان ہم
ہے بھروسہ ہم کو تیری ذات پر
اور ثنا کرتے ہیں تیری خوب تر

شکر کرتے ہیں تیرا ہی ہم تمام
اور ناشکری سے بچتے ہیں مدام
بائیکاٹ اپنا ہے اُن اشخاص سے
جو کہ سرکش ہیں تیری سرکار سے
تیری ہی یارب عبادت ہم کریں
اور نماز و سجدہ میں ہر دم رہیں
تیری ہی جانب سدا دوڑا کریں
حق خدمت ہم ادا کرتے رہیں
تیری رحمت کے ہیں ہم امیدوار
ڈر تیرے عذاب کا ہم پر سوار
بے شبہ سچ ہے کہ یہ تیرا عذاب
کافروں پر ہوگا بے حد و حساب

٭ ٭ ٭
٭ ٭ ٭

حمد باری تعالیٰ

گنہگار بندوں کے خدا۔ شرمسار بندوں کے خدا۔ تیرا گنہ گار تیرے دربار میں آیا ہے۔ تیرا شرمسار تیرے سامنے دستِ طلب دراز کرتا ہے۔ میں گنہ گار سہی۔ مگر کس سے کہوں۔ میں خطاوار سہی مگر کس سے مانگوں۔ میرے معبود۔ ایک عاصی کی پیشانی خاک پر جھکی ہے۔ رحم کر۔ کرم کر۔ اس پیشانی کی لاج رکھ لے۔ جس کو تو نے سجدہ کرایا تھا۔ اس گنہگار کی آبرو رکھ لے۔ جو تیرے مدنی محبوب کا نام لیوا ہے۔ مدنی محبوب کا صدقہ۔ کالی کالی زلفوں کا صدقہ۔ معراج کی رات کا صدقہ۔ میرے گناہوں کو بھلا دے۔ مجھے جہنم کی آگ سے بچا لے۔ تو دلوں کو صاف کرنے والا۔ اور دلوں کو منور کرنے والا ہے۔ میرے دل سے بھی تاریکی اور جہالت کے پردے ہٹا دے۔ دل کی آنکھ کو روشن کر دے۔ حقیقت کے کانوں کو قوت دے۔ کہ تیری آوازان میں آئے۔ زبان کو قدرت دے کہ وہ جو کچھ کہے تیری حمد ہو۔ تیری ثنا ہو۔ تیری توصیف ہو۔ تیری تعریف ہو۔ پہلے معارف کے انوار قلب میں جلوہ گر فرما۔ اور پھر اے خدا اس تاریک قلب میں تو آ۔ میں دل کی آنکھ سے تیرا تماشا دیکھوں حقیقت کے کانوں سے تیری من موہنی باتیں سنکر دنیا سے غافل ہو جاؤں۔ میں تیرا بن جاؤں۔ اور تو میرا ہو جائے۔ آ۔ آ۔ میرے دل میں سما جا۔

(ترانۂ روحانیات)

دیارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کیلئے

عظمتِ کعبہ و شہرِ مکہ

عالم کے پرستگاہ اصنام میں خدائے واحد کی اولین عبادت گاہ کی حیثیت سے کعبہ کی عظمت مسلم ہے۔ اور اس کے تعلق سے کہ تمام جہاں میں شہرہ اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کے متعلق اپنے کلام میں ذکر فرمایا ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ۔ پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا۔ وہ وہی ہے جو مکہ میں ہے) مکہ ہی کو بکہ کہتے ہیں۔

اسی عظمت و شان کو برقرار رکھنے اور اس کے بانی کی یادگار کے طور پر اس کی ہر دور میں حفاظت فرمائی۔ اور بعثت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسے دنیائے اسلام کے مرکز کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ مگر اس شہر کے مقدس و محترم ہونے اور خدائے تعالیٰ کے نزدیک اس کی خصوصیت کی ایک دوسری وجہ خود غور کرنے سے یوں سمجھنے میں آتی ہے کہ دعائے ابراہیمی (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کی تعبیر اور دعا کو تاثیر یہاں دی جانے والی تھی۔ یعنی ربنا وابعث فیہم رسولا منہم یتلوا علیہم آیاتک ویعلمہم الکتاب والحکمۃ ویزکیہم انک انت العزیز الحکیم کے بموجب آپکی نسل میں بادشاہت کو پانے والے ثابت ہوں"۔ اور خدا کا پیغام تمام دنیا میں پھیلانے والے وسیلۂ فخر موجودات وجہ تخلیق ارض و سماوات سید السادات حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اسی شہر معظم میں ہونے والی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام پھر ایک دفعہ بلند ہونے والا تھا۔ اسی لحاظ سے اس کی عظمت بلاشبہ دو چند ہو جاتی ہے۔ اور جب یہ حقیقت ہے تو "تقدیس مدینہ" تو اس سرزمین پاک کا رتبہ کتنا عالی ہوگا جہاں آقائے کائنات مولائے دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اقامت اختیار فرمائی۔ یقیناً اس کی عظمت عرش سے کم رتبہ بھی نہیں اگر ہم رتبہ نہیں یہاں کا ذرہ ذرہ رشکِ آفتاب و ماہتاب ہے۔ کیونکہ اس میں آفتاب نبوت کے انوار سمائے ہوئے ہیں۔ یہاں کے در و دیوار قصرِ جنت و کاخِ بہشت سے زیادہ پُر شکوہ اور با عزت ہیں۔ بلکہ یہ کہنا نامناسب نہ ہوگا کہ اگر کعبہ کو ظلِ عرشِ الٰہی اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا منبع ہونے اور زیارت گاہِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بننے کا شرف حاصل ہے۔ تو مدینہ منورہ کو حضور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص شہر ہونے اور قدم گاہ بننے کی سعادت نصیب ہے۔ یہاں کے ذروں نے آپ کی پابوسی و قدم بوسی کا دونوں شرف پایا ہے۔ اور عرش نے صرف ایک دفعہ یہ افتخار حاصل کیا۔ اس لحاظ سے یہ مومن کی محبت و عقیدت کا مرکز و مرجع ہے۔ یہاں ایک نیکی کا ثواب پچاس ہزار نیکیوں کے برابر مسجد نبوی میں ایک نماز پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے ایک روپیہ خیرات کرنے کا ثواب پچاس ہزار روپے خیرات کرنے کے برابر ہے۔ اللہ کے لئے ایک مکان بنانا شاید بے شمار بے حساب نیکیوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔ کسی مسلمان کا جی نہیں چاہیگا کہ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسا

ہی کوئی کام اپنی حیثیت کے مطابق کرکے اجر عظیم کا حقدار بنے۔ لیکن جسے اللہ توفیق دے۔

تجویز؟ حضرت الحاج خان بہادر بخشی مصطفٰے علی خاں نقشبندی جماعتی نے اپنے دور افتادہ بھائیوں اور دوستوں کو اجر عظیم میں شامل کرنے کی بڑی اچھی تجویز پیش فرمائی ہے۔ جو ہر لحاظ سے قابل قبول اور ہر آئینہ لائق عمل ہے۔ عوام اور خصوصاً یاران طریقت کے اشتیاق و تعاون عمل سے اس کو عملی صورت بآسانی دی جاسکتی ہے۔ وہ یہ کہ صاحب موصوف نے مدینہ منورہ میں روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب ایک وسیع اور خوشنما مسافرخانہ کی تعمیر ہے۔ جس کی عمارت کا لفظی نقشہ حضرت موصوف نے اپنے ایک خط میں بیان فرمایا ہے۔ جو رسالہ جات انوار الصوفیہ اور لمعات الصوفیہ میں چھپ چکا ہے اس عمارت کی تعمیر سے حصہ لینے والوں کو پچاس ہزار نیکیوں کا ثواب حاصل ہوگا۔ اور انشاء اللہ العزیز جب تک یہ قائم رہے حاصل ہوتا رہے گا۔ اس عمارت کی تعمیر یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا موجب ہوگی اس لئے مبارک ہیں جناب بخشی صاحب کہ ایسی مفیدہ تجویز مرتب فرمائی اور مبارک ہیں ایسی ہستیاں جنھوں نے دست تعاون دراز فرمایا اور مبارک ہوں گے وہ لوگ جو اس نیک مقصد میں حسب حیثیت حصہ لے کر اپنے نامۂ اعمال میں بے حساب نیکیاں درج کرائیں گے۔

یاران طریقت کے گوشہ حق نیوش تک غالباً اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم مدظلہ العالی کا ارشاد گرامی گذشتہ سالانہ جلسہ میں اس تحریک و تجویز کے متعلق پہنچا ہوگا۔ کہ یہ عمارت موسوم بہ جماعت منزل ہوگی۔ اور اس میں یاران طریقت کو حصہ لینا چاہئے۔ یعنی یہ کہ یہ اعلیٰ حضرت امیر ملت شاہ جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ طیبہ و سرکار مدینہ سے محبت کی یادگار ہوگی۔ اس کی تعمیر میں ہم سب کو اپنی محبت وعقیدت کے اظہار کے طور پر بخلوص دل زیادہ سے زیادہ مالی پیشکش کرکے اس تجویز کو کامیاب بنانے میں حصہ لے کر حضور قبلۂ عالم کی خوشنودی و فیوض و برکات روحانی حاصل کرنے میں پیشدستی کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے

ترسیل زر کا پتہ

یہ چندے مقامی حاجیوں کے ذریعہ الحاج بخشی مصطفٰے علی خاں صاحب کی خدمت میں بمقام باب السلام مدینہ منورہ روانہ کئے جا سکتے ہیں۔

(حکیم جماعتی نقشبندی حیدرآبادی)

عرض حال

[illegible] نقشبندی

میرے آقا میرے مولا معین الدین اجمیری
مرے ملجا مرے ماوا معین الدین اجمیری

ارادہ تھا مرا اس سال پہنچوں آستانہ پر
مگر حالات نے روکا معین الدین اجمیری

نہیں ہے عرس سے مطلب زیارت کی تمنا ہے
خدا چاہے تو آؤں گا معین الدین اجمیری

خدارا خواجہ پاشا کو بنا لے اب غلام اپنا
کرم فرما کرم فرما معین الدین اجمیری

کبھی تو نقشبندی پر نگاہِ لطف ہو جائے
پرستار آپکا ہے یا معین الدین اجمیری

عرس علی پور شریف کا پچاسواں اجلاس ۱۰/۱۱ مئی ۱۹۵۸ء

کلام الملوک ملوک الکلام

پیر ناقص - پیر کامل - مرید صادق - مرید باطل - مرید کامل

کلمات طیبات برہان اقالیم حقیقت خاقان بحرین معرفت سلطان ممالک طریقت اعلحضرت امیر ملت شاہ جماعت علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ - مرسلہ خادم الطریقت خلیفہ مجاز اعلحضرت اقدس الحاج خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خاں میسوری - مہاجر - مدنی -

ایک موقع پر بمقام راجمندری صوبہ مدراس فرمایا اعلیٰ حضرت اقدس امیر ملت نور اللہ مرقدہ نے کہ پیر ناقص مثل گندی نالی کے ہے - جس میں بیت الخلاء وغیرہ کا غلیظ پانی بہتا ہے - نہ وہ لائق منہ ہاتھ دھونے کے نہ قابل نوش - نہ کسی قسم کے دیگر انسانی استعمال کے قابل - اس پانی کو دوسرے پانی سے دھو کر قابل استعمال نہیں کر سکتے - جو ایسے پانی کو چھوئے گا اپنے ہاتھوں کو گندہ کر لے گا - کوئی پینے کی کوشش کرے گا تو لب تک پانی کا کاسہ پہنچنے سے پہلے ہی قے کرنے لگے گا - اسی طرح پیر ناقص کسی کو معصیتوں سے پاک کرنے کی بجائے خود جو گندے ہوتے ہیں مرید کو بھی گندہ کر دیتے ہیں - ان سے فیض کی امید پاگل بھی نہیں رکھیگا اللہ تعالیٰ تمام طالبانِ راہ سنت کو ایسوں سے کوسوں دور رکھے -

پیر کامل

مثل دریا کے ہے - دریا بہتا رہتا ہے - پیاسا وہاں پہنچکر اپنی پیاس بجھا لیتا ہے - لوگ پکوان وغیرہ کے لئے پانی لے جاتے ہیں - ناپاک لوگ اس کے ذریعے اپنے بدن کو اپنے لباس کو ظاہری آلودگیوں سے پاک و صاف کر لیتے ہیں - جملہ مخلوقات اس سے اپنی پیاس بجھاتی ہے - بعض جانور پانی پیتے پیتے اس میں پیشاب بھی کر دیتے ہیں لیکن دریا اپنی عالی ظرفی کے باعث عفو بر غریباں کا درس دیتا چلا جاتا ہے - اور سینکڑوں قسم کی غلاظتیں برداشت کرتے ہوئے بھی طیب و طاہر رہتا ہے - اور اپنے فیض کو جاری رکھتا ہے - پیران کامل کا حال ایسا ہی ہے - سعید اصحاب ان کی بابرکت خدمت میں پہنچکر فیض یاب ہوتے ہیں - پیروں کی خدمت میں حاضری کے باوجود ان کے فیضان کا اقتباس شقی لوگ نہیں کر سکتے - اور فیضان مرشد سے محروم رہتے ہیں - جیسے کہ دریا تک گیا - دریا دیکھا - پانی نہ پیا اور واپس لوٹ آیا یا بَیل کے مطابق کہ پانی پیا پھر وہیں پیشاب کر دیا - اور نکل آیا - نہ وضو کیا - نہ نماز پڑھی نہ مستفیض ہوا - جو لوگ مرشد کے دست حق پرست پر توبہ اور بیعت کرنے اور تلقین طریقت سننے کے بعد پیر کی ہدایات پر نہیں چلتے اور راہ معصیت پر ہی جادہ پیما رہتے ہیں - ان سے مرشد برحق کا کوئی نقصان نہیں ہوتا - گھاٹے میں بے فیض یافتہ مرید ہی رہ جاتا ہے - پاک و شفاف مزہ دار پانی والا پیر کا دریائے فیضان یکساں مریدانِ صادق کے حق میں فیض بخش فیض رساں بہتا ہی رہتا ہے -

مرید صادق

حسب مقولہ حضرت بلبل شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزل ہا

اپنے پیر کا ہر ایک ارشاد بلا تامل مان لیتا ہے۔ اور حسب مقدور جد و جہد سے ہر ارشاد کی تعمیل میں شب و روز کوشاں رہتا ہے۔ اور حسب استطاعت جلدی یا دیر سے منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

مرید باطل وہ ہے جو صرف دنیاوی اغراض کیلئے پیر کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اس کی توبہ زبانی اور اس کی بیعت صرف لسانی ہوتی ہے۔ ملازمت۔ دولت۔ صحت۔ امتحانوں میں کامیابی۔ مقدمہ بازی میں فتح۔ انکم ٹیکس سیل ٹیکس سے نجات۔ بیوی کی تمنا۔ اولاد کی تمنا الغرض ایسی دنیاوی تمنائیں اور صرف دنیاوی تمنائیں اس کو پیر و مرشد کے نزدیک لے جاتی ہیں۔ تعویذ گنڈے۔ اور پیر و مرشد کی دعائیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔ ذکر۔ فکر۔ مراقبہ سحر خیزی سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ پنجگانہ بھی ادا نہیں کرتا۔ روزہ کو ایک مصیبت سمجھتا ہے۔ ایسے مریدان باطل کے حق میں فرمایا کہ مرید تو فقیر کی نہ مانے۔ نماز نہ پڑھے روزہ نہ رکھے۔ ذکر فکر کی توجہ نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ فقیر کی بات ایسے مرید کے حق میں سن لے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ ایسے مریدوں کا حق و حصہ خسر الدنیا و الآخرہ ہی ہوتا ہے نہ کہ اور کچھ۔ اور فرمایا

مرشد کامل مثل ایک فاضل مدرس کے ہے جس کے درس میں کئی شاگرد ہوتے ہیں چند ذہین و محنتی چند کند ذہن۔ مگر شائقین علم اور محنتی اور باقی ایسے جن کی اسباق پر توجہ ہی نہیں ہوتی۔ وقت امتحان ذہین آسانی سے اول درجہ میں پاس ہوتے ہیں۔ کند ذہن والے درجہ دوم میں پاس ہو جاتے ہیں اور باقی سست جو اسباق پر توجہ نہیں کرتے وہ فیل ہو جاتے ہیں۔ فیل ہونے والوں کے باعث مدرس پر کوئی الزام نہیں ہو سکتا۔ اور فرمایا

مرشد ناقص مثل ایسے مدرس کے ہے جس کی علمی لیاقت برائے نام ہے اور جو شاگردوں کو برابر سبق بھی نہیں دے سکتا۔ ایسے مدرس کا کوئی شاگرد بھی امتحان میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ کتنا ہی ذہین ہو۔ ایسے ناقص استاد سے شاگردوں کو خاک فیض حاصل ہوگا۔ خود گمراہ دوسرے کی کیا راہبری کر سکے گا۔

پیری کا دعوٰے کرنے والے ایسے جھوٹے مرشدوں سے اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو بچائے۔

او خویشتن گم است کرا راہبری کند

نالائق اور اپنے اسباق یاد نہ کرنے والے شاگردوں کے باعث جیسے استاد کے علم و فضل و مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آتا ایسے ہی ناقص یا باطل مرید کی وجہ سے مرشد کامل کی کوئی بدنامی نہیں ہو سکتی۔ استاد سبق دے اور شاگرد یاد کرنے تو جیسے ٹھیک ہے ویسا ہی مرشد جب تلقین فرمائے مرید فوراً اس کی ہدایات پر عمل پیرا ہو جائے تو مرید ہی کے لئے باعث برکات و حسنات ہو۔

قطعہ

از پیر علی خانصاحب نقشبندی مجددی [illegible]

نقشبندی دیکھتا ہے جلوۂ حق ضو فشاں
سارے ہندوستاں میں اجمیر ہے جنت نشاں
اللہ اللہ سر جھکے جاتے ہیں خاص و عام کے
کیوں نہ ہو یہ آستاں ہے کعبۂ ہندوستاں

مسئلہ تصویر

جناب حامد حسن صاحب قادری آگرہ

(ایڈیٹر کا نامہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں)

فروری کے انوار الصوفیہ میں تصویر کے متعلق حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب فرنگ (لاہور) کا فتویٰ نظر سے گزرا۔ حیرت انگیز علم اور بے نہایت محنت کے ساتھ استفتاء کا جواب تحریر فرمایا ہے لیکن مولانا العزیز پورے طور پر مسئلہ کو حل نہ فرما سکے۔ اور دوسرے علماء کرام کے جو ارشادات مولانا نے نقل فرمائے ہیں۔ ان میں جہاں مسئلہ تصویر کا اصلی فتویٰ تھا وہاں مولانا کی نظر نہ پہنچی۔ ورنہ وہیں یہ مسئلہ حل تھا۔ مولانا نے اس مسئلہ کو عام مسئلہ خیال نہیں فرمایا۔ بلکہ سائل کے سوال کی قدر جواب دیا ہے۔ محمد ادریس خاں صاحب مجددی کو اپنی پنشن کے سلسلہ میں تصویر کا مسئلہ درپیش ہوا ہوگا۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے اپیل کرنے کیلئے استفسار کیا۔ مولینا عبدالعزیز صاحب نے مسئلہ کی عام صورت اور مشہور فتوے بیان کرکے اپیل کردی۔ لیکن یہ مسئلہ صرف پاکستان کا مسئلہ نہیں۔ بلکہ اسلام اور مسلمانوں کا ہے۔ ہند و شام مصر و عرب سب کا ہے۔ ایران و ترکی کا بھی ہے۔ اور یورپ و امریکہ کا بھی۔ ہر ملک و قومیت کے مسلمان کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کے بہت سے پہلو ہیں۔ متعدد اشکالات ہیں۔ ان سب کو پیش نظر رکھ کر مسئلہ کی توضیح اور آخری مسکت جواب و فتویٰ تحریر فرمانا چاہیئے۔

ایک یہ مسئلہ تصویر ہی قابل توجہ نہیں۔ بلکہ موجودہ زمانہ میں بے شمار ایسے مسئلے پیش آ رہے ہیں جو ابتدائی صورت اور بنیادی حیثیت سے ہزار بارہ سو برس پہلے بھی تھے۔ لیکن اب صدی دو صدی سے خصوصاً بیسویں صدی میں اس قدر اہمیت عمومیت اور زور و شور کے ساتھ سامنے آ رہے ہیں کہ ان میں علماء کرام کی رہنمائی کی سخت ضرورت ہے۔ لیکن علماء اسلام کو اس طرف توجہ نہیں۔ حالانکہ بہت سے مسائل میں تحقیق کی گنجائش اب بھی ہے۔ اجتہاد کا دروازہ اب بھی کھلا ہوا ہے۔ مسلمانوں کے پاس اس وقت جو شریعت' جو فقہ' جو دین اسلاف کرام کے فضل و فیض سے پہنچا ہوا موجود ہے وہ بجنسہٖ تمام دفعات کے ساتھ ساتھ قرآن کریم و احادیث مقدسہ میں موجود نہ تھا۔ بلکہ قرآن و حدیث کی تعمیل ارشاد میں قیاس اور اجماع امت سے کام لے کر مرتب کیا گیا ہے۔ وہی ضرورت اب بھی داعی ہے کہ اجتہاد سے کام لیا جائے۔ مجتہد و مجدد ہر زمانہ میں ہوئے ہیں ہمارے چار ائمہ و فقہ کا اجتہاد معلوم ہی ہے۔ ان کے بعد امام باقلانیؒ متوفی ۴۰۳ھ امام اسفرائنیؒ متوفی ۴۰۶ھ امام غزالیؒ متوفی ۵۰۵ھ۔ امام فخر الدین رازیؒ متوفی ۶۰۶ھ مولانا جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ۔ کو اجتہاد و تجدید کا درجہ حاصل تھا۔ ان کے بعد امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا مرتبہ تفقہ و تجدید مسلم ہے۔ پھر قریب کے زمانہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ۔ اور مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ۔ مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی اور مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی اعلیٰ پایہ کے مجتہد گزرے ہیں۔ خود ہمارے زمانہ میں اعلیٰ حضرت امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ چودہویں صدی کے مجدد تھے۔ اور اس وقت حضرت والا کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم زندہ و موجود مسلم و محقق مجتہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلامت باکرامت رکھے۔ آمین۔

اس میں شک نہیں کہ باب اجتہاد ہر کس و ناکس کے

کھلا ہوا نہیں۔ اور نہ کبھی کھلا رہا ہے۔ منصب اجتہاد صرف ان علماء کرام و اولیاء عظام کے لئے مسلم ہے جو علم و فضل کے ساتھ تفقہ فی الدین اور نور فراست کے حامل رہے ہیں۔ اور علم ظاہر و باطن دونوں میں کامل ہوئے ہیں۔ گویا اجتہاد کی بھی یہی کیفیت ہے کہ لِاَھْلِہٖ حَلَالٌ وَلِغَیْرِ اَھْلِہٖ حَرَامٌ

اس تقریر کو طول ہو گیا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ زمانہ علماء و مجتہدین سے کبھی خالی نہیں رہ سکتا۔ جدید مسائل پیدا ہوتے رہیں گے۔ قدیم مسائل کے جدید پہلو نکلتے رہیں گے۔ اور ان کا حل اور فیصلہ صرف ایسے صاحب فراست و اہل دل علماء کرام فرمائیں گے جیسے مولانا و مقتدانا سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہم و دامت برکاتہم ہیں۔ جس عالم کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہو وہ منصبِ اجتہاد پر فائز نہیں ہو سکتا۔

چونکہ میرے مخاطب براہ راست یاران طریقت اور انوار الصوفیہ کے ناظرین ہیں اس لئے ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جب کوئی دینی یا دنیوی مسئلہ حل طلب سامنے آئے اس کے لئے صرف اعلیٰ حضرت سجادہ نشین علی پوری دامت برکاتہم کی طرف رجوع کریں۔ عام علماء جو محقق و مجتہد نہیں ہیں کسی سوال کا جواب صرف کتابوں سے نقل کر سکتے ہیں۔ مسئلہ پر تحقیقی و اجتہادی نظر نہیں ڈال سکتے۔ مسئلہ کا تمام پہلو اور شاخیں پیش نظر رکھ کر فتوے نہیں دے سکتے۔

مسئلہ تصویر میں جس قدر مسائل کا مدعا تھا مولانا عبدالعزیز صاحب لاہوری نے جواب لکھ کر حکومت سے اپیل کر دی ہے لیکن نفس مسئلہ کا جواب کافی و شافی نہ ہوا۔ مولانا اپنے جواب کے آخری حصہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کتاب و سنت وغیرہ سے تصویر بنانے بنوانے و فوٹو کھچوانے پاس رکھنے کی حرمت و ممانعت مشاہیر علماء و فضلاء کے فتووں سے ثابت ہو گئی"

لیکن یہ فتویٰ اِن الفاظ میں بغیر تشریح و توضیح اور شرط استثناء کے بالکل ناکافی ہے۔ یعنی تصویر بنانا۔ بنوانا فوٹو کھچوانا۔ انسان کا اختیاری فعل ہے۔ اس سے باز رہ سکتا ہے۔ لیکن پاس رکھنا سب کے لئے نہیں تو اکثر کے لئے یا کم سے کم بعض کے لئے بالکل غیر اختیاری فعل ہے۔ حکومت پاکستان نے بیشک پوسٹ کارڈ۔ لفافہ اسٹامپ سے تصویر کو اڑا دیا ہے لیکن ہندوستان اور بعض دوسرے ممالک میں تو ان سب پر تصویر ہے۔ اور ان کو پاس رکھنے اور استعمال کرنے پر مسلمان مجبور ہے۔ ایسے مسلمان کے لئے مولانا کا کیا فتویٰ ہے۔ اس کے علاوہ دیکھئے۔ ایک شخص سکول یا کالج میں تاریخ کا استاد ہے۔ تاریخ کی درجنوں کتابیں پڑھتا پڑھاتا رکھتا ہے۔ اور ان میں صدہا تصاویر ہوتی ہیں جو ہر وقت اس کے پیش نظر ہوتی ہیں۔ اس کے گھر میں موجود ہوتی ہیں۔

اور سنئے۔ ایک شخص پاکستان کے عجائب خانہ تصویر میں ملازم ہے۔ ہر وقت تصویروں اور مجسموں کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ کیا پاکستان کا یہ فرض ہے کہ شعبۂ تاریخ اور دفتر عجائب خانہ کی خدمت مسلمانوں سے نہ لے۔ غیر مسلموں کو متعین کرے۔ یہ دو تین مثالیں ہوئیں۔ ایسی بہت سی مجبوریاں موجود ہیں۔ مثلاً اخبارات و رسائل کا پڑھنا ضروریات زندگی میں ہے اور ان میں تصویریں ہوتی ہیں۔ جیل میں قیدیوں کا تصویری البم وغیرہ۔

جب یہ کیفیت ہے تو اس کا حل کیا ہے؟ اس کا حل وہی ہے جو مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ نے اپنے اجتہاد سے پیدا کر دیا ہے۔ اور جس کو مولانا عبدالعزیز صاحب لاہوری نے اپنے جواب کے آغاز ہی میں درج فرمایا ہے۔ لیکن اس کے ایک خاص لفظ پر توجہ نہیں فرمائی جس

یہ مسئلہ کا حل پوشیدہ ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"بر جاندار کی تصویر بنانا یا بنوانا یا اعزازاً پاس رکھنا سب حرام ہے"

اعزازاً پاس رکھنا حرام ہے۔ اگر اعزاز یا احترام کا جذبہ نہ ہو تو پاس رکھنا حرام نہیں۔ پوسٹ کارڈ۔ لفافے۔ ٹکٹ اسٹامپ کتابیں۔ اخبارات۔ رسائل ہم اعزازاً پاس نہیں رکھتے۔ کوئی احترام و تعظیم کا جذبہ شامل نہیں ہوتا۔ اس لئے ان چیزوں کا استعمال کرنا اور رکھنا جائز ہے۔ اسی پر پاسپورٹ اور دستخط والی تصویر کو قیاس کرنا چاہیئے۔

پنجاب میں یہ قاعدہ تھا (ممکن ہے اب بھی ہو) کہ طالب علم کو امتحان کی درخواست پر اپنا فوٹو لگانا پڑتا تھا۔ یہاں بھی پرائیویٹ طلبہ کے لئے یہی قانون ہے۔ یہاں اور وہاں اکثر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ہر طالب علم کو شناخت کا کارڈ رکھنا پڑتا ہے۔ جس پر اس کا فوٹو چسپاں ہوتا ہے طالب علم کے لئے لازم ہے کہ جب وہ باہر جائے اس کارڈ کو اپنے ساتھ رکھے۔ دوسرے ممالک کے سفر کے لئے پاسپورٹ لینا اور اس پر اپنا فوٹو لگوانا لازم ہے۔ صدہا مسلمان تعلیمی تجارتی ملکی۔ سیاسی کاموں کے لئے مصر۔ ایران۔ چین۔ جاپان یورپ و امریکہ کا سفر کرتے ہیں اور یہ تمام سفر ناگزیر ہیں۔ لازم ہیں۔ واجب ہیں۔ ان سے باز رہنا ممکن نہیں۔ ان کے ترک کرنے سے فرد و جماعت۔ ملک و ملت۔ حکومت و سیاست کا عظیم نقصان ہے۔ ان تمام سفروں کے لئے پاسپورٹ لینا لازم اور پاسپورٹ کے لئے فوٹو کھچوانا اور پاس رکھنا ضروری ہے۔

لیکن مسلمان کا ایمان و ضمیر اس مسئلہ میں بالکل پاک و صاف ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ کا فتویٰ موجود ہے۔ کہ اگر اعزاز و احترام مقصود نہ ہو تو تصویر کا پاس رکھنا جائز ہے۔ پاسپورٹ والوں۔ پنشن والوں۔ امتحان والوں کو فوٹو کھچوانے اور رکھنے میں اعزاز نظر نہیں ہے۔ لہذا جائز ہے۔

امداد غیب

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام صعوبات سفر برداشت کرتے کرتے ایک بستی میں پہنچے۔ بستی والوں نے ان معزز مہمانوں کی پرواہ تک نہ کی اور ان کو بھوکا رہنا پڑا۔ اسی حالت میں خضر علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک دیوار گرنے والی ہے۔ دونوں نے اس دیوار کو مرمت کر کے درست کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اس بستی کے لوگوں نے تو ہماری پرواہ تک نہیں کی۔ اور آپ نے بلا معاوضہ ان کی دیوار کو درست کر دیا۔ اس کے جواب میں حضرت خضر نے فرمایا۔

کہ اس دیوار کا معاملہ یوں ہے کہ یہ دیوار اس بستی کے دو یتیم بچوں کی ملکیت ہے۔ اور اس کے نیچے خزانہ ہے۔ ان بچوں کا باپ نیک آدمی تھا۔ اور تیرے رب نے چاہا۔ کہ جب یہ دونوں لڑکے جوان ہو جائیں تب اپنا خزانہ نکال لیں یہ تیرے رب کی مہربانی تھی۔ اور میں نے جو کچھ کیا اپنے اختیار سے نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا ہے

پس اے غافل انسان! اس فکر میں کیوں مرا جاتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد میرے چھوٹے بچوں کا نگران کون ہوگا۔ تو مرد صالح بننے کی کوشش کر۔ کیونکہ صالح آدمی کی اولاد کے لئے اگر ضرورت پڑے تو اللہ تعالیٰ دو جلیل القدر اور عظیم الشان نبیوں کو بھی مزدوری پر لگا سکتا ہے۔ چاہے وہ نبی بھوکے اور تھکے ماندے ہی کیوں نہ ہوں۔

انجمن خدام الصوفیہ کا پچاسواں سالانہ اجلاس ۱۱، ۱۲ مئی ۱۹۵۳ء

(روحانی دنیا)

بندگان خدا

بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابو الفوارس شاہ ابن شجاع کرمانی اپنی حکومت کے ایام میں ایک روز شکار کو گیا۔ اور شکار کو تلاش کرتے کرتے ایک ایسے جنگل میں پہنچا جو بالکل خشک اور بے آب و گیاہ تھا۔ یکایک اس کی نظر ایک نوجوان پر پڑی جو کسی درندے پر سوار تھا۔ اور اس کے گرد بہت سے درندے تھے اول تو وہ اس عجیب منظر سے حیران رہ گیا۔ اور پھر نوجوان کی جانب بڑھا۔ نوجوان نے اول تو اسے اپنی طرف متوجہ دیکھ کر بے اعتنائی برتی اور پھر خود اس کے قریب آیا اور سلام کرنے کے بعد کہا۔

اے بادشاہ! خدا سے اس غفلت کی وجہ کیا ہے دنیا کی دلچسپیوں نے تجھے آخرت سے بے پرواہ بنا رکھا ہے اور لذات نے تجھکو مولائے حقیقی کی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔ خدا نے تجھے دنیا اس لئے عطا فرمائی تھی کہ تو خدا کی یاد میں مشغول رہ کر دنیا سے خدمت لیگا۔ اور دنیا تیری خدمت کرے گی۔ لیکن تو نے دنیا کو دلچسپی کا ذریعہ بنا لیا ہے اور خدا سے غافل ہو گیا ہے۔

نوجوان یہ الفاظ کہہ رہا تھا کہ ایک سن رسیدہ عورت نوجوان کے قریب آئی۔ اس کے ہاتھ میں پیالہ تھا۔ اس نے ادب سے وہ پیالہ نوجوان کے پیش کر دیا۔ نوجوان نے پیالہ لے لیا اور جو کچھ اس میں تھا۔ کچھ تو پی لیا اور باقی بادشاہ کے حوالے کر دیا۔ بادشاہ نے اسے پی لیا۔ اور کہا۔ خدا کی قسم میں نے آجتک اس قدر لذیذ کوئی شے نہیں پی۔ نہ اس قدر سرد۔ اس کے بعد بڑھیا چلی گئی۔ اور نوجوان نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا۔ بادشاہ! یہ سن رسیدہ عورت دنیا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اسے میری خدمت پر مامور کیا ہے۔ مجھے جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے دنیا فوراً اُسے میرے پاس پیش کر دیتی ہے یہاں تک کہ جس چیز کا خیال بھی میرے دل میں آتا ہے وہ چیز فوراً میرے سامنے موجود ہوتی ہے۔ اے بادشاہ! کیا تجھے معلوم ہے، کہ خداوند تعالیٰ نے جب دنیا کو پیدا کیا تھا۔ اس وقت اسے یہ حکم دیا تھا۔ کہ اے دنیا تو اس شخص کی خدمت گذار رہنا جو میری خدمت کرے۔ اور اس شخص سے جو تیری جستجو میں ہے۔ تیری خدمت کرے نفرت کرنا اور دور رہنا۔

کہتے ہیں جب یہ واقعہ شیخ ابو الفوارس نے دیکھا۔ اور نوجوان کی یہ باتیں سنیں۔ تو فوراً ترک بادشاہت کیا۔ اور اپنے اعمال سے توبہ کی۔ صالحین کے حلقہ میں شامل ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑا مرتبہ دیا۔

اے دل

چل اے دل کہیں جا کے آنسو بہائیں
ستاروں کو غم کی کہانی سنائیں
دلِ مضطرب کو سلانے کی خاطر
ستاروں کی وادی میں بستر بچھائیں
یہ دنیا تو ہے ظالموں کا ٹھکانہ
کہیں اور ہم اپنی دنیا بسائیں
ہم آئے ہیں دنیا میں رہنے کو اے دل
ہمیں جو بھی چاہیں ستائیں ستائیں

توشۂ آخرت

حضرت کمیل فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جا رہا تھا۔ وہ جنگل میں پہنچے۔ پھر ایک مقبرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اے مقبرہ والو۔ اے پوشیدہ والو۔ اے وحشت اور تنہائی والو۔ کیا خبر ہے۔ کیا حال ہے پھر ارشاد فرمایا کہ ہماری خبر تو یہ ہے کہ تمہارے اموال تقسیم ہو گئے۔ اولادیں یتیم ہو گئیں۔ بیویوں نے اور خاوند کر لئے۔ یہ تو ہماری خبر ہے۔ کچھ اپنی کہو۔ اس کے بعد میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کمیل اگر ان لوگوں کو بولنے کی اجازت ہوتی۔ تو یہ لوگ جواب میں یہ کہتے کہ بہترین توشہ تقویٰ ہے۔ یہ ارشاد فرمایا اور رونے لگے۔

اور فرمایا۔ اے کمیل! قبر عمل کا صندوق ہے۔ اور موت کے وقت بات معلوم ہو جاتی ہے۔

یعنی آدمی جو کچھ اچھا یا برا کام کرتا ہے۔ وہ اس قبر میں محفوظ رہتا ہے۔ گویا کہ صندوق میں۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ کہ نیک اعمال اچھے آدمی کی صورت میں ہوتے ہیں۔ جو میت کے جی بہلانے اور انس پیدا کرنے کے لئے رہتا ہے۔ اور اس کی دلداری کرتا ہے۔ اور برے اعمال بری صورت میں بدبو بن کر آتے ہیں۔ جو اور بھی اذیت کا سبب ہوتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ آدمی کے ساتھ تین چیزیں قبر تک جاتی ہیں۔ "اس کا مال" جیسا کہ عرب میں دستور تھا اس کے رشتہ دار۔ اور اس کے اعمال۔

رشتہ دار دفن کر کے آ جاتے ہیں۔ عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ صحابہ سے ارشاد فرمایا۔ کہ تمہیں معلوم ہے۔ کہ تمہاری مثال اور تمہارے اہل وعیال کی مثال کیا ہے۔ صحابہ کے دریافت کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص کے تین بھائی ہوں۔ اور وہ مرنے لگے۔ اس وقت ایک بھائی کو بلائے۔ اور پوچھے۔ کہ بھائی تجھے میرا حال معلوم ہے کہ مجھ پر کیا گذر رہی ہے۔ اس وقت تو میری کیا مدد کرے گا۔ وہ جواب دیتا ہے کہ تیری تیمارداری کروں گا۔ علاج کروں گا۔ ہر قسم کی خدمت کروں گا۔ اور جب تو مر جائے گا۔ تو نہلاؤں گا۔ کفن پہناؤں گا۔ اور کاندھے پر اٹھا کر لے جاؤں گا۔ اور دفن کے بعد تیرا ذکر خیر کروں گا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ بھائی تو اہل وعیال ہیں۔ پھر وہ دوسرے بھائی سے یہی سوال کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میرا تیرا واسطہ زندگی سے ہے۔ جب تو مر جائے گا دوسری جگہ چلا جاؤں گا۔ یہ بھائی مال ہے۔ پھر وہ تیسرے بھائی کو بلا کر پوچھتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ میں قبر میں تیرا ساتھی ہوں۔ وحشت کی جگہ دل بہلانے والا ہوں۔ جب تیرا حساب وکتاب ہونے لگے تو میں نیکیوں کے پلڑے میں بیٹھ کر اسے جھکا دوں گا۔ یہ بھائی عمل ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب بتاؤ کہ کونسا بھائی کارآمد ہوا۔ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی بھائی کارآمد ہے۔ پہلے دو بے فائدہ ہی رہے۔

نعت شریف

ابو الشمس حاجی محمد معین الدین صاحب احمد پوری

محمد مظہر نور خدا است
محمد راز حق را حق نما ست
محمد شافع روز جزا است
محمد بادشاہ دو سرا است
محمد طالب و مطلوب مولیٰ
محمد خاص محبوب خدا است
محمد افضل پیغمبراں است
محمد مقتدائے انبیاء است
محمد رحمۃ العالمین است
شفیع عاصیاں روز جزا است
محمد دافع رنج و بلا است
محمد زخم عصیاں را دوا است
محمد مخزن جود و سخا است
محمد معدن لطف و عطا است
محمد مطلع انوار ربی
محمد مشرق نور خدا است
محمد سرور خوبان عالم
محمد دلبراں را دلربا است
نگاہ لطف فرمایا حبیبی
کہ ایں جان حزنیم پر خطا است
کرم بر حال ہادی کن رحیما
کہ جانش مضطر و رنج و بلا است

حضرت قبلہ کی برکت سے

پھلرون میں باران رحمت

پھلرون میں ایک جننگ فیکٹری مدت سے بیکار پڑی ہوئی تھی اس کے متعلق مشہور تھا کہ اس میں کسی بزرگ کا مقام ہے یا جنات کا ڈیرہ ہے۔ اس لئے یہ آباد نہیں ہوتی۔

کنور شرافت علی صاحب۔ و حاجی عبد الرحمن صاحب نے حضرت قبلہ کی خدمت میں دعا کیلئے گذارش کی۔ آپ بمعہ اکثر اصحاب و یاران طریقت وہاں تشریف لائے۔ ختم قرآن مجید کرایا گیا ختم خواجگان پڑھا گیا۔ اور نہایت خشوع سے دعا مانگی گئی۔ تبرک تقسیم کئے۔ اب بفضل خدا کارخانہ خوب چل رہا ہے۔

راقم نے روغن زرد کی ایک گاڑی بھر کر برائے فروخت کراچی بھیجی تھی۔ اچھا مال تو فوراً فروخت ہو گیا لیکن ناقص رک گیا۔ میں نے اس کے لئے حضرت قبلہ سے عرض کی۔ آپ نے روزمرہ ختم خواجگان پڑھنے کی ہدایت فرمائی۔ ہم نے چند ہی یوم ختم مبارک پڑھا کہ اس کی برکت سے تمام مال فروخت ہو گیا۔

یاران طریقت کو اس امر کی بہت زیادہ خوشی ہوئی کہ پھلرون میں بکثرت اصحاب و مستورات سلسلہ میں داخل ہوئے۔ حضرت قبلہ نے حافظ نور محمد صاحب رہتکی کو امیر حلقہ مقرر فرما دیا۔ یاران طریقت بڑے شوق سے ہر ہفتہ اہتمام حلقہ کرتے ہیں + (کنور عبد الستار صاحب چانگوی)

پشاور میں ہر جمعہ کو مسجد ڈھکی داگراں میں سب یاران طریقت حلقہ ذکر کرتے ہیں ختم پڑھا جاتا ہے۔ صاحبزادگان کی درازی عمر کیلئے دعا کی جاتی ہے۔ (حاجی الطاف حسین صاحب پشاور)

دولتمند فقیر

مدیر

مدت گذری میرے ایک عزیز دوست نے ایک حیرت انگیز واقعہ یوں سنایا کہ ہم چند دوست ایک جوتا فروش کی دوکان سے جوتا خریدنے میں مشغول تھے کہ اسی اثنا میں اسی دوکان پر ایک بزرگ صورت آدمی قیمتی لباس پہنے آیا۔ اور فرمایا کہ چند جوڑے مجھے بھی دکھاؤ۔ اس کے گلے میں ایک ایسی تعجب خیز چیز تھی جس کو دیکھ کر ہمارے ساتھی ہنس پڑے۔ وہ ایک نئی قسم کا ڈبہ تھا جس میں منجمد دودھ بھرا ہوا تھا۔ اس میں اس نے اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیاں ڈالی ہوئی تھیں۔ ہم سب اس شخص کو بڑے ہی غور اور تعجب خیز نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہم نے جوتے خرید کر واپسی کا ارادہ کیا۔ لیکن میں اس جستجو میں بےچین تھا کہ دیکھوں یہ آدمی کدھر جاتا ہے۔ چنانچہ وہ بھی ایک قیمتی جوتا خرید کر دوکان سے باہر نکلا۔ اور سڑک کی دوسری جانب چلنے لگا۔ مجھ سے رہا نہ گیا اور دوڑ کر اس کے سامنے ہو گیا۔ اور ادب سے سلام کیا جس کا اس نے بڑی خندہ پیشانی سے جواب دیا۔ اور کہا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے چند باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کی کہ اگر آپ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں تو نوازش ہوگی۔ وہ صاحب فوراً راضی ہو گئے۔ چنانچہ ہم گاڑی میں بیٹھ کر مکان پر آ گئے۔ اور ایک علیحدہ کمرہ میں جا بیٹھے۔ چند ادھر ادھر کی باتوں کے بعد میں نے پوچھا کہ آپ ایک معزز آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں اس ڈبہ میں ڈال رکھی ہیں۔ وہ صاحب بڑے غور سے میری تمام باتیں سنتے رہے۔ چند منٹ بعد انہوں نے اپنی داستان یوں بیان کرنی شروع کی۔

میرے عزیز! میں نے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ تمام عمر یہ راز کسی سے نہ کہوں گا۔ لیکن آپ نے صرف اتنی بات معلوم کرنے کے لئے یہ تکلیف اٹھائی ہے۔ لہٰذا تمام حال سناتا ہوں غور سے سنو! میں دہلی کا رہنے والا ہوں اور ملک التجار ہوں۔ میری ایک دوکان کلکتہ میں ہے۔ دہلی میں تین دوکانوں پر میرا کاروبار ہے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں بازار سے گذر رہا تھا۔ کہ کیا دیکھتا ہوں کہ اندھا ہاتھ میں چھڑی لئے بازار میں مانگ رہا ہے۔ میں اس کے قریب پہنچا اور پوچھا میاں شاہ جی تمہیں دن بھر میں کتنے پیسے مل جاتے ہیں۔ اس نے کہا چار پانچ آنے مل جاتے ہیں۔ میں نے فوراً ایک چونی نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھدی اور کہا۔ اب تم کسی اور سے بالکل نہ مانگنا۔ اس نے دعائیں دیں اور اقرار کیا۔ میں خموشی سے کھڑا ہو کر دیکھتا رہا کہ دیکھوں یہ مانگتا ہے یا نہیں۔ چند منٹ خاموشی کے بعد اس نے پھر مانگنا شروع کر دیا۔ مجھے بڑا غصہ آیا۔ میں نے کہا۔ کہ تو نے ابھی وعدہ کیا تھا۔ کہ نہ مانگوں گا۔ لیکن تو نے پھر مانگنا شروع کر دیا۔ وہ بڑا ہی شرمندہ ہوا۔ اور اچھا بابا کہتے ہوئے سڑک کے دوسری جانب چلنے لگا۔ لیکن میں بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا کہ دیکھوں اب یہ کیا کرتا ہے۔ وہ چاوڑی اور فتحپوری سے ہوتا ہوا ایک اجاڑ اور سنسان مقام پر پہنچا۔ اور ایک قدیم زمانہ کی خستہ حالت مسجد کے صحن [illegible] تھوڑی دیر سستانے کے بعد اٹھا اور [illegible] حجرہ کی طرف بڑھا۔ اور بڑی ہوشیاری [illegible]

کئے۔ کہ آیا کوئی شخص یہاں موجود تو نہیں ہے۔ جب اسے اطمینان ہو گیا تو اس نے کمر سے ایک چابی نکالی۔ اور حجرہ کھول کر اس کے اندر داخل ہو گیا۔ میں بھی نہایت ہوشیاری سے اس کے ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حافظ جی کمرہ کے ایک کونہ میں بیٹھ گئے اور اپنی چھڑی گھمانے لگے۔ کبھی وہ زمین کی طرف گھماتے اور کبھی چھت کی طرف۔ کئی دفعہ چھڑی میرے قریب آکر میرا دم خشک کر جاتی اور آئندہ امتحان کے لئے پھر چھوڑ جاتی۔ جب انہیں کسی کے نہ ہونے کا اطمینان ہو گیا تو انہوں نے اپنی کمر سے تھیلی نکالی اور اس میں سے [illegible] روپیہ اور کچھ چونیاں اور پیسے نکالے اور وہاں رکھے ہوئے مشکوں میں علیحدہ علیحدہ ڈالکر پھر چھڑی گھمانا شروع کر دی۔ اور اپنا اطمینان کر کے باہر نکلا اور جھٹ دروازہ بند کر دیا۔ میں اندر ہی بند ہو گیا۔ وہ باہر سو رہا تھا اور میں اندر گھبرا رہا تھا۔ خیر میں نے ... دیکھ کر اپنی پگڑی میں سب دولت باندھ لی۔ اور انتظار رہا۔ میں نے یہ کام چوری کی نیت سے نہیں ... ت سے کہ دیکھوں مال نہ ملنے پر فقیر کیا کرتا ہے۔ بہر کیف فقیر تھوڑی دیر کے بعد اٹھا۔ مگر اب زیادہ ہو گئی تھی۔ وہ پھر اندر آیا اور چھڑی گھمانی شروع کی میں نے موقع پاکر راستہ صاف پایا اور گٹھڑی اٹھا کر باہر نکلتا ہوا بھاگا اور گھر پہنچا اور اپنے کمرہ میں جاکر گٹھڑی رکھ کر لیٹ گیا۔ مگر اچھی میں نیند نہ آئی۔ صبح سویرے ہی اٹھا اور اس فقیر کی دولت سے ایک چونی نکال کر مٹھائی خریدی اور شاہ جی کی تلاش میں نکلا۔ میں جونہی مسجد کے دروازہ پر پہنچا۔ دیکھا کہ شاہ جی پڑے سو رہے ہیں اور منہ سے کف جاری ہے۔ میں نے جاکر مٹھائی پیش کی اور کھانے کو کہا۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ میرے اصرار پر وہ اٹھکر بیٹھ گیا۔ اور مٹھائی لے کر ایک ٹکڑا منہ میں ڈالا اور چبا کر فوراً تھوک دیا۔ اور جوش سے اٹھ کر نہایت ہی غصہ میں مجھے مضبوط پکڑ لیا اور کہنے لگا۔ تو ہی میرا چور ہے۔ تو نے ہی میری چوری کی ہے۔ میں گھبرایا اور متعجب بھی ہوا۔ کہ اسے کیونکر معلوم ہوا کہ میں چور ہوں۔ میں نے اسے خاموش کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ درست ہے کہ میں نے ہی تمہارا مال لیا ہے مگر شاہ جی تم اکیلے ہو تمہارا اور کوئی نہیں۔ تم میرے ساتھ چلو

میں تمہاری خدمت کروں گا اور تمہارے تمام اخراجات برداشت کرونگا اور تمہاری دولت بھی واپس کردوں گا۔ چلو میرے مکان پر قیام کرو۔ خیر بصد مشکل وہ فقیر راضی ہوگیا۔ اور میں اسے اپنے مکان پر لے آیا۔ اور ایک کمرہ خالی کرکے اس کو دے دیا۔ اس کی دولت کی گٹھڑی بھی لاکر اسے دیدی۔ اُس نے وہ چونی بھی طلب کی میں نے وہ بھی دیدی اور چونیوں کے ڈھیر میں رکھدی۔

میں نے پوچھا۔ شاہ جی آپ نے کیسے معلوم کیا کہ میں نے آپ کی دولت چرائی ہے۔ اس نے کہا۔ کہ دیکھ جب میں اپنے پیسہ سے مٹھائی خرید کر ایک ٹکڑا بھی منہ میں ڈالوں تو بالکل مزہ نہیں ملتا۔ اسی طرح جب تو نے مجھے مٹھائی دی اور میں نے چبائی تو بالکل مزہ نہ آیا۔ میں نے سمجھا کہ میرے پیسہ کی خریدی ہوئی ہے۔ اسی بنا پر تمہیں پکڑا۔ ورنہ اور کوئی راز نہ تھا۔ میں نے فقیر کی خدمت کرنا شروع کردی۔ بہت مدت گزر گئی میں ان کی خدمت کرتا رہا بعد مدت بسیار وہ فقیر قریب المرگ ہوگیا۔ میں نے قریب جاکر کہا۔ بڑے میاں تم جنت کو جارہے ہو۔ کچھ اپنی دولت کے متعلق وصیت کردو کہ کہاں خرچ کی جائے۔ کیا مسجد بنوادوں یتیم خانہ کو دے دوں کہ تمہیں اجر ملتا رہے۔ یا جہاں کہو صرف کردوں۔ کیونکہ یہ سب رفاہ عام کے کام ہیں۔ وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ اس نے کہا۔ نہیں نہیں۔ میری دولت میرے مرنے کے بعد میری قبر میں میرے ساتھ دفن کردینا۔ میں نے اس کا اقرار کیا۔ کہ ضرور ایسا ہی کروں گا۔

الغرض چند روز کے بعد وہ فقیر مرگیا۔ اس کی لاش کو قبرستان میں دفن کردیا۔ اور وہ دولت بھی ایک لکڑی کے بکس میں ڈال کر اس کے ساتھ بند کردی گئی۔ ٹھیک دو ماہ کے بعد بدقسمتی سے میرا کاروبار فیل ہوگیا۔ اور میں بہت مفلس ہوگیا۔ ایک ایک پیسہ کو محتاج ہوگیا۔ جب کوئی تدبیر نہ بنی تو خیال آیا کہ اس بڈھے فقیر نے جو دولت جمع کی تھی۔ اور جسے اس نے اپنے ساتھ قبر میں دفن کرایا تھا۔ وہ ضرور میرے ہی لئے دفن کروائی تھی وہ کوئی اولیا مرد تھا۔ خیال کا آنا تھا۔ کہ ٹارچ لے کر رات کے سناٹے میں قبرستان کی طرف چل کھڑا ہوا۔ وہاں جاکر آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔ فقیر کی قبر پہچان کر ایک لوہے کے ٹکڑے سے قبر کھودنا شروع کردیا۔ لیکن میں بہت ہی متعجب ہوا کہ بکس قبر میں نہیں ہے۔ میں نے اور بھی متحیر ہوکر زیادہ مستعدی سے مٹی ہٹانا شروع کی۔ میں یہ دیکھ کر حیران ہوگیا۔ کہ بجائے بکس کے وہ ساری رقم اس فقیر کے مردہ جسم پر چپکی ہوئی ہے۔ میں بارغ بارغ ہوگیا۔ اور جھٹ ہاتھ بڑھا کر چاہا کہ سب روپے پیسے اور چونیاں اس کے بدن سے چھڑا کر اپنے قبضہ میں کرلوں۔ مگر جوں ہی میں نے ہاتھ لگایا کہ ایک برقی کرنٹ میرے ہاتھ پر دوڑا۔ اور اس سے سارے جسم میں دوڑ گیا۔ اور میں بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ چند گھنٹہ بعد جب ہوش آیا تو میں وہاں سے بھاگتا ہوا اپنے گھر آیا۔ لیکن میری انگلیوں میں اتنی جلن پیدا ہو چکی تھی کہ میری جان نکلی جارہی تھی۔ میں نے ڈاکٹروں اور حکیموں کو علاج کے لئے مجبور کیا۔ ان لوگوں نے بڑی محنت و سعی سے بڑے بڑے علاج کئے لیکن کوئی صورت افاقہ نظر نہ آئی۔ آخر مجبوراً میں نے سب علاج ترک کردیئے۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ میرا لڑکا ایک برتن میں دہی جمارہا تھا۔ میں نے اس میں اپنی انگلیاں ڈبو دیں۔ انگلیاں ڈبوتے ہی مجھے کافی آرام محسوس ہوا۔ بس میں اسی دن سے ہمیشہ اس ڈبہ میں منجمد دودھ بھر کر اپنے ہاتھ کی انگلیاں اس میں ڈالے رکھتا ہوں جس سے مجھے آرام ملتا ہے۔ اور جونہی ہاتھ نکالتا ہوں پھر روح فرسا سوزش آموجود ہوتی ہے۔ یہ میرا قصہ ہے۔ اور میں اس عذاب میں مبتلا رہتا ہوں۔

ط

انجمن خدام الصوفیہ پاکستان
پچاسواں
سالانہ
جلسہ عظیم الشان
بمقام علی پور سیداں
اتوار
سوموار
۲۵، ۲۶ شعبان المعظم سنہ ۱۳۷۳ھ ۔ ۱۰، ۱۱ مئی سنہ ۵۴ء
حضرات! اس صحبت میں
در درج عرفاں مہ برج دیں
شہ مسند آرائے ملک یقیں
فرید زمانہ سعید ازل
کلید در گنج علم و عمل
حبیب خدا وارث انبیاء
جگر گوشۂ حیدر و مصطفیٰ
سلطان الاولیاء والعارفین۔ امام الاتقیاء والسالکین۔ برہان الاصفیاء الواصلین
محبوب رب العالمین، فرزند ختم المرسلین، مصدر حسنات وخیرات مخزن فیوضات وبرکات
اعلیحضرت عظیم البرکات رفیع الدرجات امیر ملت، قیوم عالم، حاج الحرمین الشریفین عالیجناب مولانا صوفی
حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب مجددی نقشبندی محدث علی پوری قدس سرہ العزیز کے برکات
وفیوضات ظاہری باطنی حاصل کرکے قلوب کو منور کرنے کا بہترین موقعہ ہے